THE INCARNATION.

مسئلہ تجسم

پر

قسیس جان قلندر معلم

مدرسہ علم الٰہی الٰہ آباد

کی

تقریر

نارتھ انڈیا کرشچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی

الٰہ آباد

بار دوم ۲۰۰۰ جلد ۱۹۱۴ء قیمت فی جلد ۰ر

کلام اللہ کی آیات

ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھہ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا
مین خدا کے ساتھہ تھا۔ سب چیزین اس سے موجود ہوئین اور کوئی چیز موجود
نہ تھی جو بغیر اسکے ہوئی زندگی اسمین تھی اور وہ زندگی انسان کا نور تھی۔ اور
کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہوکے ہمارے درمیان ڈیرہ کیا اور
ہمنے اُسکا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال

پس تمہارا مزاج وہی ہووے جو یسوع مسیح کا بھی تھا کہ اسنے خدا کی صورت
ہوکر خدا کے برابر ہونا غنیمت نجانا لیکن اسنے آپکو خالی کیا کہ خادم کی صورت پکڑی
اور انسان کی شکل اور آدمی کی صورت مین ظاہر ہوکے آپکو پست کیا اور
مرنے تک بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہا۔

اُلوہیت کا سارا کمال اسمین یعنی خداوند مسیح مین مجسم ہورہا۔

وہ یعنے المسیح اندیکھے خدا کی صورت ہے اور تمام مخلوقات
سے پہلے مولود ہے۔ وہ اوس کی جلال کی رونق اور اوس کی
ذات کا نقش ہوکر سب چیزون کو اپنے قدرت کے کلام سے
سنبھالتا ہے +

باب اوّل

مسئلہ تجسّم از روے عقل

مسئلہ تجسّم نہایت ہی عمیق و دقیق مسئلہ ہے ذات باری تعالیٰ کے رازہاے دانی مین سے
یہہ ایک راز پاک ہے اس پر تقریر کرنا گویا ذات غیر متناہی کے سمندر مین غوطہ مارنا ہے حق تو
یہہ ہے کہ اس اسرار کے اظہار کے لیئے کاشف کی از حد ضرورت ہے اسکے کاشف
دو ہین یعنے عقل انسانی اور نقل ربانی عقل صحیح اسکے امکان کی دلیل باہم پہونچاتی
اور نقل صدیق اسکے وقوع کا سراغ لگاتی ہے ہم ان ہر دو کے وسیلے اسکی صداقت کے
قائل ہوتے ہین پر چونکہ منقولات کے باب مین دیگر ادیان کا جمیع اتفاق نہین اس مسئلہ پر
پہلے عقل کے پہلو سے بحث کرنا پسند کرتے ہین یہہ طریقہ نہایت ہی انسب معلوم ہوتا ہے
کیونکہ اس مسئلہ کے نہ ماننے والے اور مخالف معقول پسند اشخاص ہین گو ان کی ضمیر
اسقدر روشن نہین ہوئی کہ عرفان کے اس منزل تک ان کی رسائی ہو ایسے
ارباب دانش ہمارے دیانندی اور محمدی احباب ہین جو اس سے چوکنے ہو دور
بھاگ کھڑے ہوتے ہین انہون نے اور طرح سے اس بیش قیمت صداقت پر نظر ڈالا
اور اسلیئے اس کی سچائی سے محروم رہے ہم اون کی خاطر اور دیگر صداقت دوست
صاحبونکو خاطر یہ چند خیالات متعلق اس مسئلہ کے بطور تحفہ کے قطر کرتے ہین قبل از
آغاز بحث ہم ایک امر پر ضروران معقول پسند دوستونکے گوش گذار کیا چاہتے ہین

ہم آپ کو یہ یاد دلایا چاہتے ہین کہ اس ادق مضمون کی تحقیقات مین عقل صحیح صرف ایک خاص مقام تک ہماری مدد کرتی ہے اس سے آگے اور زیادہ نہین بڑہتی اسکے پر جلنے لگتے ہین وہ اپنے محدود دائرہ مین رہ کر ہماری ہدایت کرتی پر اس سے باہر وہ عاجز آتی ہے لہذا اس تقریر مین ہم اسکا خیال رکھینگے اور اس سے تجاوز نکرینگے۔

آمدم برسر مطلب

ہر مسئلہ کی صحت و تشریح کے لئے صحیح تعریف ضرور ہوا کرتی ہے ہم بغیر صحیح تعریف کے کسی صورت سے کسی مسئلہ کو سمجھ نہین سکتے ہین لہذا ہم اس مسئلہ تجسم کی تعریف کیطرف متوجہ ہوتے ہین تجسم سے کیا مراد ہے۔ تعریف تجسم۔ علم الٰہی کی اصطلاح مین تجسم خداذوالجلال کا وہ عالی ظہور ہے جو خلقت کے اعلیٰ طبقہ انسانیت مین ہوا ہے خیال کرنیکا مقام ہے کہ ہم اس لفظ کے لغوی معنی کے غلام نہین ہین پر جو صداقت اس سے مقصود ہے اسکے معتقد ہین اس تعریف کے بموجب چند امور ہمارے مسلمات مین سے ہین جن کی صداقت پر ہم بحث نہین کیا چاہتے کیونکہ اس مسئلہ کے مخالفین بھی انکو تسلیم کرتے ہین وہ مسلمات یہ ہین۔

(۱) **ہستی خدا**۔ خدا کی ہستی کے قائل ہونیکی دلیل بہتری ہے جسکی بیان پر ذکر کرنیکی چندان ضرورت نہین ہم اس موقع پر کسی حجت کے ہستی خدا کو تسلیم کرتے ہین۔

(۲) **ہستی خلقت**۔ یہ بھی ہمارے مسلمات مین سے ایک امر مسلمہ ہے خدا نے ساری چیزون کو خلق کیا اور وہ انکا خالق ہے اسکی مخلوقات کی فی الحقیقت کوئی وجود رکھتی ہے یعنی اسکا وجود کوئی مایا روپی یعنی فرضی وجود نہین ہے یہ وجود خالق کے

وجود سے علحدہ ہے ہم **ویدانتیون** اور **ہمہ اوستیون** کے موافق خالق اور خلقت کے وجود کو خلط ملط نہین کرتے بلکہ مخلوقات کو خالق سے علحدہ تصور کرتے ہین اس خلقت کے مختلف طبقے ہین جو ایک دوسری سے چڑھ بڑھ کر ہین سب سے ادنیٰ طبقہ جمادات کا ہے اسی سے بڑھ کر نباتات کا اور اس سے بھی بڑھ کر حیوانات کا طبقہ ہے اس حیوانات کے طبقہ مین انسان کا درجہ سب سے اعلیٰ اور افضل ہے وہ حیوان ناطق اور اشرف المخلوقات ایسے نامون سے خطاب کیا جاتا ہے ان مسلمات کو قبول کرکے ہم یہ دریافت کیا چاہتے ہین کہ کیا خداذوالجلال کا ظہور مخلوقات کے اعلےٰ طبقہ یعنے طبقہ انسانیت مین ہوسکتا ہے یا نہین دوسری صورت سے یون کہین کہ کیا تجسم ممکن ہے یا نہین اس بات کے سمجھنے کے لئے ہمین ذات الٰہی اور ذات انسانی کے تصور پر خیال کرنا لازم ہے پس ہم اول ذات الٰہی یعنے الوہیت کے تصور پر خیال کرین سب قوم اور ملک کے لوگون مین خدا کا کوئی نکوئی تصور موجود ہے ہم کوئی ایسی قوم دنیا مین نہ پائینگے جو خدا کی نسبت بلا کسی قسم کے تصور کے گزران کرتی ہو یہ بات ان اسما سے ظاہر ہے جو خدا کے وجود کے لئے مستعمل ہین جب ہم ان پر غور کرتے ہین تو الوہیت کے باب مین اقسام ذیل کے تصور پیدا ہوتے ہین۔

(۱) تصور وجود مطلق خدا ہستی واجب الوجود ہے جو قائم بذات اور غیر محتاج ہے اسکی ہستی کسی دوسرے پر منحصر نہین اسلئے ہندون نے اسکو ست کہا ہے یعنے وہ جو فی الحقیقت ہے اور اسلئے **ست جت انند روپ** اسکا سوروپ لکشن کہلایا ہے خدا کا اسم ذات جسکا ذکر توریت شریف مین آیا یہوواہ ہے اس نام

مین بہی اسکے واجب الوجود اور قایم بذات ہونے کا خیال موجود ہے وہ جو خود ہے
اور خود بخود ہمیشہ تک رہتا ہے جسمین زمانہ کے انقلاب کا سایہ تک نہین فارسی لفظ
خدا سے بہی یہی متصور ہے۔

(۲) تصور قدرت وعظمت تصور وجود مطلق کے علاوہ تصور قدرت وعظمت بہی
خدا کی ذات کے ساتہہ منسوب کیا گیا ہے ایک عظیم قدرت کا خیال اس وجود پاک کے
شامل حال ہے اس باعث سے ہمارے ملک کے قدیم آریون نے خلقت کی تو دو تین
مثل اگنی وایو اندر کو اپنا معبود قرار دیا تہا عربی لفظ اللہ اور عبرانی لفظ الوہیم مین
اس قدرت کا خیال پایا جاتا ہے اسیصورت سے یونانی لفظ تہیوس لاطینی لفظ دی
ایس اور سنسکرت دیو بمعنی چمکنا عظمت کا خیال دیتے ہین۔

(۳) تصور شخصیت یہہ بات بہت ہی معقول ہے کہ خدا محض ایک عظیم قدرت ہی نہین
بلکہ اس سے بہت کچہہ زیادہ ہو اگر وہ صرف ایک عظیم قدرت ہی ہوتا تو وہ ہمارا معبود نہین
ہو سکتا تہا وہ صرف ایک قدرت ہو کر ہماری دعاؤن کو ہرگز نہین سن سکتا اور نہ ہمسے
لایق سلوک کر سکتا تہا ہم بہی اسکو نہ پیار کر سکتے اور نہ اسکی فرمانبرداری کر سکتے تہے لہذا
ایسا وجود ہمارا معبود نہین ہو سکتا ہے پس تصور قدرت وعظمت کے علاوہ اسمین تصور
شخصیت کا ہونا لازمی ہے یہی آگہی شخصیت جوہر الوہیت ہی پر یہہ لفظ شخصیت تشریح طلب ہے
اسلئے ہم اسکی تشریح کیطرف اب متوجہ ہوتے ہین شخصیت کے یہ خاص اجزا بیان کئے گئے
ہین جزو اول خود دانی یا علم شخص وہ ہے جو اپنے ہونیکا علم خود رکہتا ہو جو جانتا ہے کہ مین
ہون جیساکہ Descartes کے قول Cogitoergosum ترجمہ
"مین خیال کرتا ہون اسلئے مین ہون" سے ظاہر ہے اس کو انگریزی مین

Self Consciousness کہتے ہین شخصیت کی گویا ہیت ہے جزو دوم
خود مختاری یا ارادہ جب ہم اپنے کو جانتے ہین تو اپنے مین خواہشات اور ارادہ بہی
پاتے ہین یعنے خود دانی کی صفت خود مختاری کے ہمراہ پائی جاتی ہے ہمارے خواہشات
ہماری مرضی وارادہ کے زیر ہدایت ہین جس باعث سے ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ جو
کچہہ مین چاہون مین کرونگا اس صفت کو یونانی حکماء نے **اوتیگزادسیان**
کہا ہے۔

جزو سوم خواہشات جسکی باعث ہم دوسرے اشخاص سے رفاقت رکہنا چاہتے
ہین یہہ تین مختلف اجزا گو علیحدہ ہین پر پہر بہی ایک ہی مین متمکن ہین اس ایک کا نام
شخصیت ہے اب غور کا مقام ہے کہ تصور ذات باری تعالی مین تصور شخصیت
مفہوم ہے اس کا پتہ ہم کم وبیش تمام مذاہب مین پاتے ہین جب ہم وید ونمین
اس تصور کی تلاش کرتے ہین تو وہان پر بہی کچہہ نہ کچہہ اسکا سراغ لگتا ہے گو
یہہ بات بہت ہی دہندلی سی وہان پائی جاتی ہے پر پہر بہی موجود ہے وید کے
زمانہ کے قدیم رشیون نے اگنی اندر وایو وغیرہ دیوتاؤن کی پرستش کی اور
اون کو شخصیت کے اوصاف سے ملبس کیا اور شخص تصور کر کے انسے دعائین کین
انہون نے اس خدا کو پوروش اور پرجاپتی اور دیا اوس پیتر کہا یہہ آخری نام یونانی
زیوز پاتیر کے موافق ہے جسکے معنی آسمانی باپ کے ہین یونانیون مین بہی یہہ خیال
پایا جاتا ہے چنانچہ افلاطون جو یونان کا ایک بڑا حکیم مانا گیا سفر تہا خدا کو بہلائی
قرار دیتا ہے اس کا بیان ہے کہ خدا اس جہان کا باپ اور بنانے والا ہے
اس نے اسکو ایک ازلی نمونہ کے موافق بنایا اسلئے کہ وہ نیک اور بہلا ہے

ایسے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ خدا کی شخصیت کا قائل تہا۔ جب ہم یہودیونکی مذہبی کتابون پر نظر ڈالتے ہین تو اسمین خدا تعالی کی شخصیت کا بیان اول سے آخر تک پاتے ہین انمین اسبات کا بیان پوری وضاحت وصراحت سے کیا گیا ہے چنانچہ خدا جب موسیٰ نبی پر ظاہر ہوا تو اوسنے اوس سے کہا کہ مین وہ ہون جو مین ہون خروج ۳: ۱۴ ایک دوسرے موقع پر اسنے اپنے تئین اس نام سے اسپر ظاہر کیا اور خداوند اسکے آگے سے گذرا اور پکارا خداوند خداوند خدا رحیم اور مہربان قہر مین دھیما رب الفیض و وفا ہزارہا پشتون کے لئے فضل رکھنے والا گناہ اور تقصیر اور خطا کا بخشنے والا خروج ۳۴: ۵ ۷ ان مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ شخصیت اسمین پائی جاتی ہے اور اس لئے انجیل مقدس مین لکہا ہے کہ خدا روح ہے یوحنا ۴: ۲۴ خدا محبت ہے یوحنا کا اول خط ۴ باب ۸ آیت حاصل بیان یہہ ہے کہ خدا کوئی قوت مثل حرارت بیوست رطوبت برودت کے نہین ہے بلکہ وہ ایک شخص ہے جسمین تمام صفات کمال موجود ہین وہ واجب ہستی ہے جامع جمیع صفات کمال جملہ دیگر اوصاف مثل قدرت وحکمت کے اسمین ایسی اوصاف بہی ہین جن کو علمانے اخلاقی اوصاف کہے ہین وہ نیک ہے وہ قدوس ہے وہ رحیم ہے وہ صادق ہے وہ عادل ہے یہہ اخلاقی اوصاف اسکی شخصیت کے جوہر ہین بدون ان کے خدا کے کیراکٹر کا فوٹو بہت ہی ناقص اور بیمدارہ جاتا یہہ گویا اعصاب ہین جو الہی وجود مین موجود ہین۔ اب غور کا مقام ہے کہ خدا کے ان اخلاقی اوصاف کا کوئی معقول موصوف ضرور ہوگا یہہ اوصاف مقتضی مظہر ہین وے ایسے ظرف کو تلاش کرتے ہین جس کے ذریعہ سے خدا کی ذاتی صفتونکا واجبی ظہور کماحقہ ہووے میری دانش مین صرف انسانیت ہی ایسا مظہر اور

موصوف ہے جسکے ذریعہ سے خدا کے اخلاقی اوصاف کا واجبی وکامل ظہور ہوتا ہے ہم کہہ آئے ہین کہ خلقت کے مختلف طبقے ہین طبقے جمادات اور نباتات اور حیوانات کے ذریعہ سے خدا کی ہستی اور قدرت اور حکمت تو ضرور ظاہر ہوتی ہے۔

شعر

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

اس معنی مین بے خدا کے ادنی مظہر کہے جاسکتے ہین پر تجسم خدا کے ذات کا اعلی مظہر ہے اور یہہ صرف انسانیت ہی مین ہوسکتا ہے کیونکہ طبقہ انسانیت خلقت کا اعلی طبقہ ہے اور یہہ نہایت ہی معقول بات معلوم ہوتی ہے کہ اس اعلی طبقہ مین ذات الہی کا عالی ظہور ہو خلقت مثل اس عمارت کے ہے جسپر نظر ڈالنے سے معمار کے وجود اور حکمت اور مہارت اور ذہن کی قدرت کا خیال پیدا ہوتا ہے پر اسنے زیادہ اور کچہہ پتہ نہین لگتا آیا وہ معمار نیک تہا یا بد عادل تہا یا ظالم مہربان تہا یا بے رحم دردمند تہا یا سخت دل وہ عمارت ہم سے یہہ کچہہ نہین کہتی ہے۔ یہی کیفیت اس خلقت کی بہی ہے اسکے دیکہنے سے خدا کی ہستی اور قدرت اور حکمت کا خیال ہوتا ہے پر اسکے اخلاقی اوصاف کا کامل اور پورا ظہور نہین ہوتا یہہ صرف حلقہ انسانیت ہی مین ہوسکتا ہے کیونکہ خلقت کی تمام چیزون مین سے انسان ہی اخلاقی وجود ہے جسمین اور جسکے ذریعہ خدا کے اخلاقی اوصاف ظاہر ہوسکتے ہین ان اخلاقی اوصاف مین سے محبت خدا کی ایک اعلی صفت ہے اسکا بیان انجیل مقدس مین بڑی صفائی سے کیا گیا ہے جیسا یہہ لکہا ہے کہ خدا محبت ہے یوحنا ۴: ۸۔ ۱۰ آیت جب ہم اس صفت الہی پر غور کرتے ہین تو ہمین خدا کا مجسم ہونا

نہ صرف ممکن بلکہ ضروری نظر آتا ہے وہ محبت ہے اسلئے وہ اپنے تئین دوسرے پر
ضرور ظاہر کرے گا کیونکہ محبت کا یہہ خاصہ ہے کہ اپنے ہی سے خوش و راضی نہ رہے
بلکہ دوسرے کو اپنے مین قبول کرے اور اپنے تئین دوسرے پر ظاہر کرے
اس ساری تقریر سے یہہ روشن ہے کہ عین خدا کی ذات پاک مین تجسم کا امکان
موجود ہے وہ محبت ہے اور اسلئے وہ دوسرے کو اپنے مین قبول کر سکتا ہے اسمین
اخلاقی اوصاف ہین جنکا ظہور صرف اخلاقی وجود کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے انسان
ایک اخلاقی وجود ہے پس انسانیت ہی مین خدا کے اخلاقی اوصاف ظاہر ہو سکتے
ہین یعنے انسانیت مظہر الوہیت ہو سکتی ہے۔

(ب) تصور انسانیت۔ اب ہم انسانیت پر خیال کرین اور یہہ دیکھین کہ کیا
انسانیت مظہر اللہ ہونے کی قابلیت رکھتی ہے یا نہین انسان اپنی بناوٹ
اور ساخت کے خیال سے تثلیثہ ہے وہ جسم رکھتا ہے جو خاکی جسم ہے جسے خدا تعالی
نے زمین کی خاک سے بنایا چنانچہ توریت شریف مین انسان کی پیدائش کا بیان
یون ہوا ہے اور خداوند خدا نے زمین کی خاک سے آدم کو بنایا اور اوسکے
نتھنون مین زندگی کا دم پھونکا سو آدم جیتے جان ہوا (پیدائش ۲ باب ۷ آیت)
پر اس خاکی جسم کے علاوہ اسمین روح بھی ہے اسکو پیدائش کے مصنف نے
زندگی کا دم کہا ہے اسکی موجودگی اسکو تمام مخلوقات پر شرف عطا کرتی ہے
اسی وجہہ سے وہ اشرف المخلوقات ٹھہرتا ہے اور بلحاظ اسکے وہ خداوند تعالی
سے جسکا وجود محض روحانی و نورانی ہے قربت اور شرکت رکھہ سکتا ہے انسان
کے اس اعلی مرتبہ کا بیان قرآن شریف مین یون آیا ہے سورہ بقر

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ترجمہ اور جب کہا پروردگار
تیرے نے واسطے فرشتون کے تحقیق کے بنانے والا ہون مین زمین کے نائب۔
اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آدم خدا کا نائب مقرر ہوا اوسمین خدا نے زندگی کا دم
پھونکا اسکی فصیلت کے باب مین ایک اور بات توریت مین آئی ہے یعنی یہ کہ خدا نے
انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا پیدائش باب ۱ ۲۷۔ آیت اور خدا نے انسان کو
اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اسکو پیدا کیا خدا جسم نہین رکھتا ہے اور اسلئے
اسکی کوئی جسمانی صورت ہو نہین سکتی وہ روح ہے اور اسلئے اس کی صورت
انسان کی روح مین پائی جاتی ہے یہ صورت انسان کی شخصیت ہے یعنی علم ارادہ
اور قدرت کی قوت اسکے اخلاقی اوصاف اسکی شخصیت کے جوہر ہین وہ ایک ایسا
مخلوق ہے جو فیکی کی پیروی کر سکتا اور پاک بن سکتا ہے جسوقت خدا نے آدم کو پیدا
کیا وہ خدا کی صورت تو نہین تھا پر خدا کی صورت پر تھا یعنی اسمین ایسی قوت موجود
تھی جسکے سبب سے وہ قدوسی اور دیگر اخلاقی اوصاف کو جو ذات الہی مین پائے جاتے
ہین تمام و کمال حاصل کر سکتا تھا اسکے یے اخلاقی اوصاف تفریق مخلوق تھے یعنی
اسکے ذریعہ سے وہ دیگر مخلوقات سے اپنی تئین فرق کر سکتا تھا اور ان سے بہت ہی
اعلی اور افضل ٹھہرا پر یے اوصاف نہ صرف باعث تفریق مخلوق تھے بلکہ تقریب
خالق بھی تھے یعنی انکے ذریعہ سے وہ اپنے خالق کی قربت کو حاصل کر سکتا تھا
اس جہت سے الوہیت انسانیت کو اپنا مظہر بنا سکتی ہے یعنی صرف انسانیت ہی
الہی اوصاف کے قبول کرنے کا معقول موصوف ہو سکتی ہے اس ساری تقریر
کا نتیجہ یہہ ہے کہ شخصیت انسانیت اور الوہیت ہر دو کو عام ہے اس بنا مویت یہ تجسم کا

امکان منحصر ہے بلحاظ اسکے خدا کا انسانیت کو اختیار کرنا غیر ممکن نہین بلکہ نہایت ہی معقول معلوم پڑتا ہے جب ہم دنیا کی تواریخ پر سرسری نظر ڈالتے ہین تو تجسم کا خیال مختلف اقوام مین موجود پاتے ہین چنانچہ اہل یونان مین بھی یہہ خیال پایا جاتا تھا اعمال کی کتاب سے ظاہر ہے کہ ایک موقع پر پولوس شہر لسترا مین پہونچا تو وہان کے لوگون نے پولوس کا معجزہ دیکھکر اُنکو دیوتا قرار دیا اور چلا اُٹھے کہ آدمیون کی صورت مین دیوتا اُتر کر ہمارے پاس آئے ہین اور اُنہون نے برنباس کو دیوس اور پولوس کو ہرمیس کہا اس قسم کی باتین غیر مسیحی بت پرست شاعرون مثل ہومر اور اوویڈ کے اشعار مین بھی پائی جاتی ہے ہندؤن مین بھی اوتار کا ذکر بہت ہی پایا جاتا ہے ان کے پرانون مین وشنو کے دس خاص اوتارون کا بڑا طول طویل بیان آیا ہے جن کا اس موقع پر ذکر کرنا فضول ہے یہودیون مین بھی یہہ خیال موجود تھا چنانچہ انکی تواریخ کے پڑہنے سے یہہ حال کھل جائیگا بطور نمونہ کے ایک بیان گوش گذار کئے دیتے ہین بیان یہہ ہے کہ ایک روز ابرہیم پر ممرے کے بلوطون مین خداوند نظر آیا ابرہیم نے اپنی آنکھین اٹھاکے کیا دیکھا کہ تین مرد اسکے پاس کھڑے ہین اور وہ انھین دیکھکر خیمہ کے دروازہ سے ان کے ملنے کو دوڑا اور زمین تک انکے آگے جھکا ان مین سے دو فرشتے تھے اور ایک خدا تعالیٰ تھا جس نے انسان کی شکل اختیار کرکے ابرہیم سے باتین کی تھین علاوہ اسکے انکی کتابون مین یہوواہ کا ذکر آیا ہے یہہ ملک یہوواہ کوئی عام فرشتہ نہین تھا بلکہ ایک ایسا اعلیٰ شخص نظر آتا ہے جسمین الہی حضوری کا خاص ظہور ہوتا رہا اسلئے چند یہودی

اور اکثر مسیحی عالمون نے اسکو یسوع مسیح سے تعبیر کیا ہے پس از روے عقل و تواریخ ہمکو اس مسئلہ تجسم کے امکان کا یقین پیدا ہوتا ہے عقل صحیح اس قدر ہماری مدد کرتی ہے اسکے وقوع کا بیان کرنا اوسکے دائرہ سے باہر ہے اور اس لئے اس سے زیادہ ہم محض مجرد عقل سے کچھ نہین کہہ سکتے ہین پر جہان عقل مجرد عاجز آتی ہے الہام ہماری مدد کرتا اور اس مظہر اللہ کے ظہور اور آمد کا تذکرہ پیش کرتا ہے لہذا ہم وقوع تجسم کا بیان از روے الہام باب دوم مین کرتے ہین ٭

HENRY MARTYN INSTITUTE
LIBRARY
232.1
NIC
10060

باب دویم

مسئلہ تجسم از روے نقل

مسیح مظہر اللہ

قریب دو ہزار برس گذرے کہ یہودیہ کے ملک مین بمقام بیت لحم ایک شخص پیدا ہوا جسکا نام یسوع مسیح تہا اسکی زندگی کا احوال قابل غور ہے بالخصوص اِس اعتبار سے کہ اِس شخص کی سوانح عمری نے اس دنیا مین ایک نئی زندگی ڈالدی ہے اسوقت ہر ملک دہر مذہب کے لوگ اسکی پیروی بخوشی کرتے اور اِس سے روحانی وجسمانی فائدہ اوٹھاتے ہین عالم معلم اِس کی تعظیم کرتے اور جاہل وحشی اس کے آگے سرنگون ہوتے ہین اسکی سوانح عمری چار اشخاص نے تصنیف کی ہے جنکے نام متی مرقس لوقا اور یوحنا ہین یہ اصحاب اسکی حالت سے بخوبی واقف تہے کیونکہ انمین سے دو یعنی مرقس اور لوقا حکیم اسکے ہمعصر تہے اور اسکی پوری کیفیت سے کماحقہ واقف ہوے اور باقی دو یعنی متی اور یوحنا اسکے حوارین مین سے تہے اور اس لئے بخوبی اسکو جانتے اور ہمیشہ اسکے ساتہہ رہتے اور اسکے کام و کلام کو سنتے اور جلوت و خلوت مین اس سے ملا کرتے تہے انہون نے اسکی زندگی کی حالت تحریر کی جو ہم تک دست بدست چلی آئی اور جو انجیل کے نام سے مشہور ہے قرآن شریف مین اِس کتاب کا ذکر

بار بار آیا ہے اسکی بہت کچہ تعریف اسمین کی گئی ہے ہان اسپر ایمان لانے کی ہدایت بہی ہوئی ہے پر ہمارے محمدی احباب ایمان لانا تو درکنار اسکے پڑہنے سے بہی بیزار ہین انکا گمان یہہ ہے کہ یہہ کتاب تحریف ہوگئی ہے پر آجتک انہون نے کوئی غیر محرف انجیل جسکا ذکر قرآن مین ہے نہین دکہایا ہے لہذا دعوی بلا دلیل قابل سماعت نہین اس انجیل کے پڑہنے سے خداوند یسوع مسیح کی حالت سب پر بخوبی روشن ہو جائے گی ہم اس موقع پر اس کی زندگی کی چند خوبیان پیش کیا چاہتے ہین۔

اوّل۔ خداوند یسوع مسیح کی زندگی معجزانہ زندگی تہی اسنے اپنے عین حیات مین بہت سے کوڑہیونکو پاک صاف کیا اندہونکو بینائی دمی لنگڑونکو چلنے کی قوت بخشی گونگونکو گویائی عطا کی ہان مردونکو بہی جلایا یہہ تو سچ ہے کہ خدا کے نبیون اور رسولون نے بہی بہت سے معجزہ کئے پر خداوند یسوع مسیح کے معجزون اور دیگر نبیون اور رسولون کے معجزون مین بڑا فرق تہا نبی اور رسول خدا تعالے کے حکم سے معجزہ کرتے پر خداوند یسوع مسیح خود اپنی قدرت اور قوت سے ان کو کرتا تہا اسنے کبہی بہی قم باذن اللہ کہکر کوئی معجزہ نہین کیا بلکہ ہمیشہ اپنے ذاتی اختیار سے انکو کرتا تہا جب اس نے مبروض کو اچہا کیا تو یہہ فرمایا کہ مین چاہتا ہون تو پاک صاف ہو جا جب اسنے ایک لڑکی کو زندہ کیا جو مر گئی تہی تو یہہ کہا تالیتا قومی یعنی اے لڑکی اُٹہہ غرض وہ ہمیشہ اپنی ذاتی قدرت و اختیار سے یہہ کام کرتا رہا ایک اور بڑا فرق مسیح اور نبیون مین یہہ تہا کہ خداوند مسیح نہ صرف صاحب معجزہ تہے بلکہ خود بہی ایک زندہ مجسم معجزہ تہے نہ صرف وہ

نبیون کے موافق معجزہ کرتے تھے بلکہ اسکی زندگی خود بھی ایک معجزہ تھی اسکی پیدایش معجزانہ تھی وہ اور نبیون کے موافق کسی انسان کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا بلکہ خدا کی خاص قوت یعنے بذریعہ روح القدس کے پیدا ہوا اس کی زندگی کا انجام بھی ایک معجزہ تھا وہ تنتیس ۳۳ برس کی خدمت کے بعد مصلوب ہوکر دفن ہوا پھر اور نبیون کے موافق مٹی نہین گیا بلکہ تیسرے روز قبر سے زندہ ہوا اور اب آسمان پر خدا پاس موجود ہے پس اسکی زندگی معجزانہ طور سے شروع ہوئی اور معجزانہ طور سے ختم ہوئی اسکی زندگی کی یہہ کیفیت کسی معمولی شخص یا رسول یا نبی یا پیغمبر کی زندگی کے موافق نہین ہے وہ بلحاظ اپنی پیدایش اور معجزہ اور جی اوٹھنے اور صعود کے ساری بنی آدم نیز سارے رسول نبی و پیغمبر سے کہین بزرگ اور برتر اور بے نظیر ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دویم - خداوند یسوع مسیح معصوم تھے اسکی عصمت اسکی زندگی کی عظمت ہی یہ اسکی خوبیون مین سے ایک بڑی خوبی ہے ہان یہہ ایسی خوبی ہے جو کسی بشر مین نہین پائی گئی اور روز حشر تک نہ پائی جائیگی سارے نبی اور رسول اپنے گناہون کے مقر ہین اور خدا تعالی سے مغفرت کے طالب ہین پر خداوند مسیح گناہ سے مبرا ہے اسنے کبھی کوئی گناہ نہین کیا اور اسلئے کبھی معافی کا محتاج نہین تھا اس نے اپنے مخالفین کے روبرو اپنی عصمت کا دعوی بڑے زور شور سے کیا کہ تم مین کون مجھہ پر گناہ ثابت کرتا ہے انجیل یوحنا ۸ - باب ۴۶ - آیتہ پھر وہ تمام عالم کے آگے اپنے عصمت کا اظہار یون کرتا ہے کہ مین ہمیشہ وہی کام کرتا ہون جو خدا کے پسند ہین انجیل یوحنا ۸ - باب ۱۲ - آیتہ خیال کرنے کا مقام ہے کہ آجتک

کسی نبی یا رسول نے معصوم ہونے کا دعوی نہین کیا اور اسکی کیا وجہہ تھی کیا عجز و انکساری کی وجہہ سے وہ خاموش رہے ہرگز نہین حق تو یہہ ہے کہ وہ خاموش نہین بلکہ اپنے گناہون سے بیزار ہوکر انکا اقرار صاف طور سے کرتے تھے چنانچہ داؤد نبی نے اپنے گناہ کا یون اقرار کیا کہ میری مان نے مجھے گناہ کے ساتھہ پیٹ مین لیا اور مین نے گناہ مین صورت پکڑی اسکا ۵۱ مزمور اس قسم کے اقرار سے معمور ہے جب ہم ان نبیون کے گناہون کے اقرار اور مسیح کی عصمت کے دعوی اور اسکے اظہار پر غور کرتے ہین تو نہ صرف تعجب کرتے بلکہ معصوم کے حضور سجدہ مین جھک جاتے ہین اس موقع پر اسلام کی تعلیم و رباب عصمت انبیا کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے محمدیون کا خیال ہے کہ سارے نبی معصوم تھے پر انکی یہہ تعلیم بے اصل و بے بنیاد ہے کیونکہ قرآن شریف مین منجملہ اور انبیا کے خود نبی اسلام حضرت محمد کے گناہ کا ذکر آیا ہے اور مغفرت چاہنے کا حکم ان کو ملا ہے مثلاً سورہ محمد رکوع ۲ مین **واستغفر لذنبک** - حضرت کی شان مین آیا ہے جسکے یہہ معنی ہوے کہ اپنے گناہون کی معافی مانگ ایسی آیات اور بھی تحریر کیجا سکتی ہین پر یہہ کافی ہے **مشتے نمونہ از خروارے** سچ تو یہہ ہے کہ خداوند مسیح کی شان مین ایسی بات کا ذکر نہ انجیل اور نہ قرآن مین آیا ہے از روے قرآن بھی صرف خداوند مسیح معصوم ہے نہ تو کسی قسم کے گناہ کا بیان کیا گیا اور نہ معافی مانگنے کا حکم ملا لاریب وہی اکیلا نبی معصوم ہے -

سویم - خداوند یسوع مسیح کی تعلیم قابل غور ہے شروع مین اسنے تو

اور ایمان کی ہدایت کی اور لوگون سے یہہ کہا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی
بادشاہت نزدیک آئی یہہ اوسنے آسمان کی بادشاہت کے قانون بتائے
اور یہہ سکھایا کہ کس قسم کے لوگ خدا کی بادشاہت مین داخل ہو سکتے ہین
مبارک وہ جو دل کے غریب ہین کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہین کی ہے
مبارک وہ جو افسوس کرتے ہین یعنی اپنے گناہون پر کیونکہ وہ تسلی پائینگے
مبارک وہ جو حلیم ہین کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے مبارک وہ جو راستبازی
کے بھوکے اور پیاسے ہین کیونکہ وہ آسودہ ہونگے مبارک وہ جو رحم دل ہین
کیونکہ انپر رحم کیا جائیگا مبارک جو پاک دل ہین کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے مبارک
وہ جو صلح کراتے ہین کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے مبارک وہ جو راستبازی
کے سبب ستائے جاتے کیونکہ آسمان کی بادشاہت انہین کی ہے متی ٥ باب
ایک آیتہ سے ١٠ آیتہ تک اسکے اس وعظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نیکی
مطلق اور خالص پاکیزگی کی نصیحت کرتا اور لوگون کے اخلاق کی اصلاح پر
زور دیتا رہا پر اسکے علاوہ اسکی تعلیم مین ایک اور بات نظر آتی ہے وہ یہہ
ہے کہ وہ خدا کے قدیم احکام و شریعت کی نظر ثانی کرتا اور بڑے اختیار اور
قدرت سے انکا بیان کرتا۔ حتی کہ اسکے زمانہ کے لوگ اسکی نصیحت کو سنکر
یہہ کہتے تھے کہ یہہ شخص فقیہون کی طرح نہین بلکہ صاحب اختیار کی طرح تعلیم
دیتا ہے ایک دو مثال سے یہہ بات اور زیادہ صاف ہو جائیگی مثلاً
خداوند یسوع مسیح نے موسیٰ کی شریعت کے حکم کے نسبت یون کہا کہ سن
چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا تھا کہ خون نکرنا اور جو کوئی خون کرے گا

وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا لیکن مین تم سے یہہ کہتا ہون کہ جو کوئی اپنے بھائی پر
غصہ ہوگا وہ عدالت کے سزا کے لائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہیگا وہ
صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اسکو احمق کہیگا وہ جہنم کا سزاوار ہوگا
پھر ایک اور حکم کے نسبت یہہ فرمایا کہ تم سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا تو زنا
نہ کرنا پر مین تمہین کہتا ہون کہ جس کسی نے بڑی خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ
اپنے دل مین اوسکے ساتھہ زنا کر چکا ان دو مثالون سے خداوند یسوع مسیح کا صاحب
اختیار ہونا ظاہر ہے وہ خدا کی قدیم شریعت کی نظر ثانی کرتا اور اسپر حاشیہ چڑہاتا ہے
کیا کوئی معمولی معلم یہہ جرأت کر سکتا تھا کیا کسی نبی یا رسول یا پیغمبر نے کبھی
ایسا کیا خدا کے پچھلے نبی جب جب تعلیم دیتے تھے تو یہہ کہتے تھے کہ خداوند
فرماتا ہے پر خداوند یسوع مسیح یہہ فرماتے ہین کہ مین تم سے یہہ کہتا ہون
یہہ باتین اسبات پر بڑے زور شور سے اشارہ کر رہی ہین کہ وہ عام معمولی نبی
و رسول و پیغمبر سے کہین بڑہکر ہے وہ جو خدا تعالے کے احکام و شریعت کی
نظر ثانی کر سکتا اور ان پر بڑے دبدبہ و رعب سے کلام کر سکتا اور ان پر حاشیہ
بھی چڑہاتا ہے کیا صرف نبی و رسول ہی ہے یا ان سے بہت کچھہ بزرگ و
فوق العادی شخص ہے۔

چہارم۔ شروع مین تو خداوند یسوع مسیح نے خدا کی بادشاہت اور توبہ
اور ایمان کا ذکر کیا پر تھوڑے دنون بعد اسکے وعظ کا طرز بیان اور ہی رنگ
پکڑنے لگا وہ اپنے وعظ سے لوگون کو اپنی طرف رجوع کرتا اور اونکے آگے
اپنے تئین پیش کرتا اور انسے اپنی دعاے کا بیان کرتا تھا یہہ دعوی قابل سننے کے

اور پڑھنے کے ہے کیونکہ اسکے ذریعہ سے ہمین یہہ معلوم ہو جاتا ہے کہ خداوند یسوع
مسیح کا ذاتی خیال اپنے نسبت کیا کچھ تہا وہ اپنے کو کیا سمجھتا تھا پس اسکی گواہی
جو اسنے اپنی نسبت دی اپنے مین بہت کچھ وقعت رکہتی ہے ہم چند کا ذکر کرتے
ہین اسنے اپنی نسبت یہہ دعوی کیا کہ مین جہان کا نور ہون جو میری پیروی
کرتا ہے اندھیرے مین نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائیگا یوحنا ۸- باب ۱۲
آیت پھر اسنے یہہ فرمایا کہ راہ اور حق اور زندگی مین ہون کوئی بغیر میرے
وسیلے باپ کے پاس نہین سکتا ہے یوحنا ۱۴- باب ۶- آیت پھر اسنے یہہ کہا کہ
جس طرح باپ اپنے مین زندگی رکہتا ہے اسی طرح اسے بیٹے کو بہی یہہ بخشا
ہے کہ اپنے مین زندگی رکہے بلکہ اسے عدالت کرنے کا اختیار بخشا اسلئے کہ
وہ آدم زاد ہے یوحنا ۵- باب ۲۶- آیت پھر اسنے یہہ کہا کہ تم نیچے کے ہو مین
اوپر کا ہون تم اس دنیا کے ہو مین اوس دنیا کا نہین ہون پھر اسنے یہہ
دعوے کیا کہ مین مردون کو عدالت کے روز زندہ کرونگا یوحنا ۵- باب
۲۸- آیت مین قیامت اور حیات ہون جو مجہہ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے
تو بہی جیتا رہے گا یہہ دعوے صاف ظاہر کرتے ہین کہ خداوند یسوع مسیح
کوئی عام معمولی استاد یا نبی نہین تہا کیونکہ کسی عام معلم اور نبی نے کبہی
ایسے دعاوی نہین کئے تہے اور کر ہی نہین سکتے تہے جنا حکرا سکا یہہ
دعوی کہ مین جہان کا منصف ہون نہایت ہی انوکہا دعوی ہے اگر یہہ
صرف کسی بشر کا کلام ہے تو معاذ اللہ یہہ صریح کفر مین داخل ہے پر
اس دعوی اور دیگر اس قسم کے دعاوی سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند

یسوع مسیح محض انسان نہین بلکہ ابن اللہ اور مظہر اللہ ہے اس امر کا
اظہار اسنے اپنے رسولون سے صاف صاف کیا چنانچہ ایک موقع پر
اسکے ایک رسول فیلپوس نے اس سے پوچہا کہ اے خداوند
باپ کو یعنی خدا کو ہمین دکہا یہی ہمین کافی ہے یسوع نے اس سے کہا
اے فیلپوس مین اتنی مدت سے تمہارے پاس ہون کیا تو مجہے نہین
جانتا جس نے مجہے دیکہا اسنے باپ کو دیکہا تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو
ہمین دکہا کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین اور باپ مجہہ مین ہے
یہہ باتین جو مین تمہین کہتا ہون اپنے طرف سے نہین کہتا لیکن باپ مجہہ مین
رہکر اپنے کام کرتا ہے یوحنا ۱۴ باب ۸- آیت رسولونکے علاوہ اسنے
اپنے مظہر اللہ ہونے کا اظہار خدا کی برگزیدہ قوم یہود سے بہی کیا
اس اظہار کی تین مختلف صورتین ہین صورت اول خداوند یسوع مسیح
نے اپنے تئین خدا تعالی کا مساوی قرار دیا مثلاً اسنے یہہ فرمایا جسطرح
باپ مردونکو زندہ کرتا ہے بیٹا بہی جنہین چاہتا زندہ کرتا ہے یوحنا
۵- باب ۲۱- آیت اسنے یروشلم مین ایک پشتمردہ شخص کو سبت کے دن چنگا
کیا تو یہہ فرمایا کہ میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور مین بہی کام کرتا ہون
اس قسم کی آیات اور پیش کیجا سکتی ہے پر اتنے ہی سے یہہ ثابت ہو رہا
ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے خدا کے برابر ہونے کا دعوی کیا اس دعوی
کو یہودی بہت اچہی طرح سے سمجہہ بہی گئے کیونکہ انہون نے فورًا
یہہ کہا کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا تہا بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ

کہکر اپنے آپکو خدا کے برابر بناتا ہے۔

صورت دویم۔ خداوند مسیح نہ صرف خدا کے مساوی ہونے کا بلکہ ذات الٰہی مین شریک ہونے کا بھی دعوی کرتا ہے ایک موقع پر جبکہ یہودی عید تجدید مین خداوند مسیح سے دریافت کرتے تھے کہ آیا وہ مسیح ہے یا نہین تو اس نے انکے جواب مین پہلے اپنے اقوال و افعال کو بطور گواہی کے پیش کیا اور اسکے بعد یہہ فرمایا کہ میرے پیرو جو مجھہ پر ایمان لاتے ہین کبھی ہلاک نہ ہونگے اور اس کی وجہہ یہہ بتائی **مین اور باپ ایک ہین** اصل یونانی کا جسمین انجیل شریف لکھی گئی ہے درست ترجمہ یہہ ہے کہ **مین اور باپ ایک شئے ہین** وہ شئے جس مین وہ خدا کے ساتھہ شریک ہے اسکا وجود ہے وہ اوس کی ذات پاک مین موجود رہ کر اسکے ساتھہ ایک ہے یون وہ خدا کا ہم ذات ٹھہرتا ہے۔

صورت سویم۔ خداوند یسوع مسیح اپنے موجودہ ہستی کے علاوہ یہ دعوی کرتا ہے کہ مین اس جہان مین آنے سے پیشتر بھی موجود تھا انجیل مین اسکا بیان یون آیا ہے خداوند مسیح نے فرمایا مین تم سے سچ سچ کہتا ہون اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کریگا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھیگا یہودیون نے اس سے کہا کہ اب ہم جان گئے کہ تجھہ پر بدروح ہے ابرہیم بھی مرگیا اور نبی بھی مرگئے مگر تو کہتا ہے کہ اگر کوئی میرے کلام پر عمل کریگا تو ابد تک کبھی موت کا مزا نہ چکھیگا ہمارا باپ ابرہیم جو مرگیا اور نبی بھی مرگئے کیا تو ان سب سے بڑا ہے تو اپنے آپکو کیا ٹھہراتا ہے

یسوع نے جواب دیا اگر مین اپنی عزت آپ کرون تو میری عزت کچھہ نہین لیکن میری عزت میرا باپ کرتا ہے جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا ہے۔ تمنے اسے نہین جانا لیکن مین اسے جانتا ہون اور اگر کہون کہ نہین جانتا تو تمہاری طرح جھوٹا بنون گا مگر مین اسے جانتا اور اسکے کلام پر عمل کرتا ہون تمہارا باپ ابرہیم میرے دن دیکھنے کی امید پر بہت ہی خوش تھا چنانچہ اسنے دیکھا اور خوش ہوا یہودیون نے اس سے کہا کہ تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہین پھر تو نے ابرہیم کو کسطرح دیکھا یسوع نے ان سے کہا مین تم سے سچ سچ کہتا ہون پیشتر اس سے کہ ابرہیم پیدا ہوا مین ہون پس انہون نے اسکے مارنیکو پتھر اوٹھائے مگر یسوع چھپکر ہیکل سے نکل گیا اس گفتگو مین جو خداوند یسوع اور یہودیون کے مابین ہوئی ہمارا نجات دہندہ ابرہیم خلیل اللہ سے پیشتر ہونے کا دعوی کرتا ہے وہ ابرہیم سے اپنے کو مقابلہ کرتا ہے اور ابرہیم کے نسبت فرماتا ہے کہ وہ پیدا ہوا پر اپنے بابت کہتا ہے کہ **مین ہون** یعنی وقت کا مین مقید نہین زمانہ ماضی اور مستقبل میرے نزدیک ہمیشہ زمانہ حال ہے اس قول سے وہ ازلیت کا دعوی اور اپنی پیش ہستی و پیش وجودی کا ذکر کرتا ہے ایسے اور دعاوی مرقوم کئے جاسکتے ہین پر اتنے ہی پر مین قناعت کیا چاہتا ہون خداوند یسوع مسیح کے یہہ دعاوی قابل غور ہین اگر وہ سچا شخص نہا جیسا اکثر لوگ مانتے ہین تو اسکے دعاوی بالکل راست ہونگے اگر وہ نبی نہا جیسا محمدی

مانتے ہین تو اسکے دعاوی سب حق اور صادق ہونگے یا تو اسکو صادق القول مانو اور اسکے دعاوی کو قبول کر دیا اسکے دعاوی کو رد کرو اور یون اسکو کاذب ٹھہراؤ کوئی اور دوسری راہ نہین ہے حق پسند او صداقت دوست ان مین سے ایک ضرور مانیگا یا تو وہ مسیح کو سچا شخص اور نبی مانکر مظہر اللہ مانیگا یا معاذ اللہ اسکو جھوٹا شخص جانکر اس سے روپوش ہوگا خدا کے سچی نبی بہی اور برحق پیغمبر ہمیشہ خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور مظہر اللہ مانتے آئے ہین وہ اسی پر ایمان رکھتے تھے اور اس سے نجات کے لئے مناجات کرتے رہے +

اے دوست آپ بھی ایسا کیجئے

آمین ثم آمین